

مردودی حساب کا ایک

غلط فہمی

(کہ لادہ کی مرزا کی شکار ہے عثمان)

اور
اُن کے چند دیگر باطل نظریات

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سقراط خان صاحب مدظلہ

ناشر

مکتبہ صفی اللہ

نور محمد سید احمد گنداپور مولانا

جو ہمارے حقوقی حق کی نگاہ سے نظر ہے تو جو ان کے حقوق ہیں۔

برائے ۱۹۰۲ء

پہلی چھاپہ

۳

نام کتاب	موسیقی و سائنس کا ایک تعلیمی کتاب
مصنف	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ
تقریر	بارہوی
مطبع	علی مدنی پرنٹرز لاہور
ناشر	کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، سہ ماہیہ العلوم جلد ۱۰، لاہور
قیمت	بارہوی ہے (۱۲۰)

چھپنے کے پتے

- کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۲۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۳۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۴۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۵۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۶۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۷۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۸۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۹۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۰۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۱۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۲۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۳۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۴۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۵۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۶۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۷۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۸۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۱۹۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور
- ۲۰۔ کتبہ مصنفہ پرنٹرز لاہور، لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
عَمْدَةٌ وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ عَالِقِدْ

اس پر فخر اور میں ہے شہر تھے کربہ ہو گئے ہیں اور ہوں ہوں
قہاست قریب آنکلی مزہ تھے بہا ہوتے رہیں گے ان میں ایک عظیم علمی
تھتہ جناب مودودی صاحب کا ہے کیونکہ جناب مودودی صاحب نے اسلام
کی بزرگ ترین ہستیوں مثلاً "حضرت امیاء کرام عظیم اصولہ و اسلام"
حضرت صاحب کرام رضی اللہ عنہم اور احمد دینی رحمہ اللہ تعالیٰ کو (سلفہ اللہ)
پہنی تشہد کا شکر جلا ہے حضرت "اوم" حضرت موسیٰ حضرت "الود" حضرت
رئس اور حضرت ابراہیم عظیم اسلام کے بارے میں انہوں نے جو مائیدیا
کثرت اور نظریات پیش کئے ہیں وہ ان کی بلکہ کار تعمیر عظیم القرآن میں
موجود ہیں اور حضرت صاحب کرام کے بارے میں اپنے دیگر مضامین کے علاوہ
حکایت و ملکیت میں ہو چکا ہے حقیقت یہ ہے کہ شہید حضرات سچے
ہوئے اللہ اور میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہ
کہا جائے کہ شہید کی پروری جماعت پاکستان بھر میں سو سال تک حضرات
صاحب کرام پر سے وہ اصول نہ اٹھا سکتی جو تمام مودودی صاحب نے حکایت و
ملکیت میں اٹھا کر اپنے فہم پر علم کر دیا ہے تو یہ جہذا ہو گا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر حضرات صاحب کرام کے علاوہ جلیل
اللہ و صحابی کاتب وحی اور آپ کے سارے حضرت امیر مصلوب رضی اللہ تعالیٰ

عہد کے بارے میں ایک غیر صحیح اور تاریخی مضمون کی بنا پر یہاں تک لکھ
 دیا کہ۔ "ملی غیبت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت مولویؒ نے کتب
 اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی" اچ (خلافت و
 ملکیت ص ۱۷۷) نیز لکھا ہے کہ۔ "حضرت مولویؒ نے اپنے گورنروں کو
 کانن سے بلا کر قرار دیا اور انکی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی
 کرنے سے صاف انکار کر دیا" لہ (ص ۱۷۷) اور یہ بھی لکھا ہے کہ۔
 "حضرت مولویؒ کے عہد میں سیاست کو دین پر بلا رکھنے اور سیاسی اغراض
 کیلئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی حوالہ دہ ہوئی تھی جن کے اپنے پھر
 کوہ جائیں ہند کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی" لہ (۱۷۷) کون
 فیور سلطان ہے جو ایک عظیم الشان و صحیحی کے بارے میں یہ باطل نظریات
 بننے پر تلوا ہو سکتا ہے اور قرآن و حدیث کے قطعی دلائل کے مقابلہ میں
 تاریخ کے حینیت پر سلطان ہو سکتا ہے؟ تحصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ اور
 حضرات مجددین کے بارے میں جو غلط نظریہ انہوں نے پیش کیا ہے وہ بھی
 انکی کتب تجزیہ اعیانہ دینی سے بالکل ہوا ہے۔ جب موروثی صاحب سے
 براہ راست گفتگو کے لئے خط و کتابت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ
 وقت نہیں انکی جماعت کے بعض الزام کے اور یہ یہ مطالبہ کیا گیا تو وہ یہاں
 مل یہ کہ کر خاموش ہو گئے کہ ع دست گدا بدامن سلطان کی دست۔
 اسلئے محسوس ہوا کہ موروثی صاحب کے چند باطل نظریات اختصار سے پیش
 کئے جائیں شاید کہ اللہ تعالیٰ جن کو اور جن کی جماعت کو ہدایت نصیب فرما

دسے دوسرے تمام قوانین کے بعض غلط نظریات سے آگاہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ
سب کو حق پر قائم و دائم رکھے آمین۔

غلط فطرتی

سید ابوالاعلیٰ صاحب سودی خود کو اہل سنت و الجماعت کا ایک فرد
تصور کرتے ہیں۔ لیکن ان کے بے باک قلم سے بعض ایسی چیزیں بھی سر
ہو گئی ہیں جو اہل سنت و الجماعت کے حق اور منظور مسلک کے سراسر
خلاف اور بالکل برعکس ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ ایک ماسک نے سودی صاحب
سے سوال کیا کہ لاہوری مرزائی آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر؟ تو اس
کے جواب میں سودی صاحب نے یہ کہا کہ نہ تو وہ مسلمان ہیں اور نہ
کافر۔ ان کا اصل جواب یہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جماعت اسلامی پاکستان

فون نمبر ۲۵۰۷ - ۵ - اسے ایڈیٹر پارک ایچو لاہور حوالہ ۲۲

تاریخ ۶۸ - ۱ - ۲۹

محرمی دکنی ————— اسلام شیکم درخت اللہ

آپ کا خط ملا مرزا انہوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان
مسئلہ ہے یہ نہ ایک مذہبی نبوت سے بالکل براءت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس
کے افراد کو مسلمان قرار دیا جائے نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار کرتی ہے کہ
اس کی حقیر کی جائے۔

خاکسار غلام علی معلون خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ سودی

یہ خواب میری ہدایات کے مطابق ہے۔

بہر حال

لیکن مسودہ صاحب کا یہ خواب نور لکھتی چند دھڑ سے باطل اور محروم ہے لہذا "اس لئے کہ خود مسودہ صاحب ایک مقام میں لکھتے ہیں کہ۔ "یہ ظاہر بات ہے کہ مرزا صاحب نے جوہر کا دعویٰ کیا ہے ایک دہی جوہر کے معاملے میں توی کے لئے دہی دوسرے ممکن ہیں یا اس کے دعویٰ کو مان لے یا اس کا انکار کر دے" اقرار و انکار کے درمیان کوئی حکم نہیں ہے" (تکذیبی مسئلہ از بہرہ افغانی مسودہ صاحب سید محمد طبع ششم جبر ۱۹۶۸ء)۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اقرار و انکار کے درمیان کوئی حکم نہیں لیکن سخت حیرت اور بے حد تعجب ہے کہ لاہوری مرزائوں کے بارے میں مسودہ صاحب درمینی راہ تجویز کرتے ہیں نہ معلوم ان کا اس کی کیا مجبوری درپیش ہے؟ صاحب ظم نور لکھتے ہیں: "اس سے بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں ممکن ہے ان کی بدعت کے کوئی ملحق صاحب اس عبارت کی یہ تفریل کر دیں کہ اس عبارت میں لفظ "دہی" ہے (توی کے لئے دہی دوسرے ممکن ہیں) اور مسودہ صاحب توی "سبب" لکھتے ہیں "تو" ہاشم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو آغوش صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کی نسل اور اولاد کو توی مطلقاً کہتے ہیں ایسے ہی لوگ بعض اوقات یہ شعر بھی چھا کرتے ہیں۔ میری نسل پاک میں ہے پچ نور کا تو سراسر نور جسرا سب گھرا نور کلا

اور سودی صاحب آخر یہ ہوا کہ میں تو پھر وہ کہیں نہ پوری
 ہو گئے؟ (صفحہ ۱۲۷) و چنانچہ اس لئے کہ جواب کا یہ طریق اہل سنت و
 اجماعت کا نہیں بلکہ فرقہ سنی کا ہے جس کا اپنی واصل بن عطاء (المتوفی
 ۱۱۳۰ھ) تھا جس نے یہ باطل نظریہ قائم کیا کہ ایمان و کفر کے دو مقام واسطہ
 ہے جس کو حلقہ میں اور عطاء علامہ الفرائدی نے تفسیر کرتے ہیں
 (ملاحظہ ہو شرح عطاء علامہ الفرائدی ص ۶) اور اہل سنت و اجماعت میں
 اس سچ کی راہ کا کوئی بھی قائل نہیں رہا امام حسن بصریؒ سے یہ عقول ہے
 کہ وہ فرماتے تھے کہ کلمہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو مگر ہے اور نہ کافر اور عطاء
 صاحب صریح فرماتے ہیں اس کی ایک طبعی توجہ بیان کر کے ان کے قول کا
 سبب کے قول سے الگ کیا ہے (ملاحظہ ہو خیالی ص ۵۸) لیکن عجیب بات یہ
 ہے کہ امام حسن بصریؒ نے اس نظریہ سے آخر میں رجوع کر لیا تھا (پھر اس
 ص ۲۸) عبدالحکیم علی خیالی ص ۵۸ و شرح مقاصد بحوالہ باطل شرح عطاء
 صاحب (ص ۵۸) اور اہل حق کی یہی شکل ہوتی ہے کہ اگر ان سے کوئی لفظ بات
 سبب ہو جاتی ہے تو سب کے بعد اس پر اصرار نہیں کرتے اور بدلتے ہیں
 سے رجوع کر لیتے ہیں سودی صاحب و غیرہ گمراہ سربراہوں کی طرح لفظی
 واضح ہو چکے کے بعد نہ تو وہ لفظ نظر کرے پر اصرار کرتے ہیں اور نہ بے جا
 توجہات کرتے ہیں جس طرح وہیل کے بارے میں سودی صاحب نے ایسی
 ہی ایک ہے فیضانِ کلام اور کلام اور بے جا توجہ کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

گرفت۔ یہ کلا دہل دلیہ تو اسلئے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔
 (رسالہ و مسائل ج ۳ ص ۴۸ طبع سوم) جب اہل حق نے ان کے اس غیر
 اسلامی نظریہ پر کڑی تنقید کی اور مسودہ صلی صاحب کے لئے نہ اس کے اقرار
 کی گنجائش رہی اور نہ انکار کی تو اس کی یہ نگلی تھوڑی کی کہ۔ میں نے جس
 چیز کو اسلئے قرار دیا ہے وہ یہ خیال ہے کہ دہل نہیں عقیدہ ہے اور (رسالہ
 و مسائل ج ۳ ص ۴۸ طبع سوم) سبحان اللہ اس کو کہتے ہیں سوال از تہن
 اور جواب از رسلین اور بالفاظ دیگر قدرت خدا کی وردہ نہیں اور وہ انہیں ہر
 صاحب ذوق اور اہل علم کو اس لایق تھوڑی پر بہ سادہ نہیں اچھی۔
 انقضائے اہل اور کفر کے درمیان بیچ کی راہ کا اہل سنت میں کوئی نام اور
 عالم قائل نہیں رہا مگر مسودہ صلی صاحب اہل سنت کے مسلم اصول اور طے
 شدہ قواعد کے خلاف کرتے ہوئے معجزہ کے گمراہ فرقہ کی ہمنوا کرتے ہیں
 کیونکہ مشہور ہے کہ راج

کھوتہ پاکھوتہ باز با باز!

وہاں اس لئے کہ لاہوری مرزائیوں کی تحفیر کا مدار صرف اس پر
 نہیں کہ وہ ایک بھولے بدی نبوت کی نبوت کا سلف اقرار کرتے ہوں تب
 کافر ہوں بلکہ ان کے تحفیر کے اور بھی متعدد دعوے موجود ہیں جن میں ایک
 ایک اپنے مقام پر موجب تحفیر ہے۔ اور جملہ اہل سنت و الجماعت اس پر
 حلق ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم لاہوری مرزائیوں کے مدعا
 ردوں اور سرورہ سولوی محمد علی صاحب لاہوری کی تحفیر بیان اقرآن سے

ہمارے ہندو صریح کفریات نقل کر دیں تاکہ مسودہ صاحب کے علاوہ عوام بھی ان کے کفر کے وجہ اور اسباب کو بخوبی سمجھ لیں اور اچھی طرح یہ معلوم کر لیں کہ لاہوری مرزا انہوں کی تکفیر یا عدم تکفیر کا دار و مدار محض علم نبوت ہی کا مسئلہ نہیں جیسا کہ مسودہ صاحب کے فتویٰ سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ اور بھی متعدد مسائل ایسے موجود ہیں جو سوچ بچار تکفیر ہی اور لاہوری مرزا انہوں میں وہ واضح طور پر موجود ہیں۔

(۹) خصوصاً قرآن مجید اور امت مسلمہ کے اہل علم و اہل حق سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بلا باپ کے پیدا کیا ہے اور حضرت مریم علیہا السلام کو بدن خاوند کے لطف تعالیٰ نے بظاہر صحت لویا ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب لاہوری لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے اور حضرت مریم علیہا السلام کا شوہر بھی تھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

(الف) ”حضرت مسیح کی بن باپ پیدا نقش اسلامی عقائد میں داخل نہیں۔ یہ حیثیت کا اصول ہے۔“ (بیان القرآن جلد اول ص ۲۳)

(ب) ”توریت و انجیل کی تاریخی شہادت توریت و انجیل میں ہے جب کہ طریف ہوئی لیکن انہوں کی دہنگنوں میں بہت کچھ صداقت موجود رہی ہے۔“ اسی طرح تاریخی واقعات میں جس بات کو قرآن کریم نہ بھلائے اس کے رد کرنے کی ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں اب انجیل سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مریمؑ کے ساتھ یوسف کا تعلق ذہنیت کا تھا اور اسی تعلق سے آپ

کے ہیں بہت سی اولاد بھی ہوئی۔ لہذا (بیان القرآن جلد اول ص ۲۳۳ و ۲۳۴)
 (ج) اس کے بعد چند انجیلی حوالے نقل کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ
 ”پس یہ انجیلی شدت صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کا تعلق زوریت تو
 یوسف کے ساتھ ضرور ہوا اور اس تعلق سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔“ اے (ج) ا
 ص ۲۳۳) ہمارا مقصد اس مقام پر مولوی محمد علی صاحب لاہوریؒ ”عزرا غلام
 احمد صاحب کلہوڑیؒ اور غلام احمد صاحب ہونہارؒ وغیرہ کے شہادت کو نقل کر کے
 ان کے مفصل ہتھیار و جملات دینا نہیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا یہ داخل
 نظریہ مولوی محمد علی صاحب لاہوریؒ اور ان کی حمایت کی تحقیر کے لئے باطنی
 ہے؟ اور کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تسلیم کرنے والا بھی مسلمان
 ہے؟

(۲) قرآن کریم ’احادیث صحاح اور اہل احست سے یہ مسئلہ
 ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ ابھی
 تک جہد حیات ’’سب آسمان پر شریف فرما ہیں اور قرب قیامت نازل ہو
 کر جبل صہیون کو قتل کریں گے اور پھر چالیس سال زندہ رہ کر آخر وقت
 پائیں گے‘‘ اور مددِ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فاضل
 میں دفن کئے جائیں گے‘‘ لیکن مولوی محمد علی صاحب لاہوریؒ لکھتے ہیں کہ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت پانچے ہیں اور ان کی وفات کا انکار کرنا خلاف
 نصوح ہے‘‘ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ نہ

(الف) ”بلکہ نہ صرف قرآن شریف و حدیث میں حیات مسیح کا مطلق

کوئی ذکر نہیں بلکہ دونوں جگہ آپ کی وفات کا ذکر ہے۔ (ایمان القرآن ص ۲۲۵)

(آپ) بخاری شریف کے حوالہ سے ماحول نگار اعلیٰ محمد ابراہیم گیسٹ علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کی وفات کے قریب علیہ السلام میں لفظ تو حیدر کا حقیقی معنی پھوڑ کر جو چرا پھرا لینے کے ہوتے ہیں اور اس کا ترجمہ دھبہ ہے معاذ اللہ! وقت کلاںس ماکیت اور طبریکہ اور بعد و فی وغیرہ اس پر مراعت سے دل ہیں اور بھاری معنی وفات کے لئے کراحتہ دل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اس شخصیت عداوت تبت اور اس حدیث صریح کے ہونے ہونے حضرت عیسیٰ کی وفات کا انکار کرنا خصوصاً صریح کو رد کرنا ہے اور غولہسی کے معنی سوائے وفات کے کچھ اور کراحتہ کے خلاف ہے“ لہذا (ایمان القرآن ص ۲۲۵) ہمیں اس مقام میں اس سے بحث نہیں کہ ان کی دلیل صحیح ہے یا غلط؟ اور لغت میں وحی کے معنی الاخذ بالوفاء یعنی چرا پھرا لینا اور وصول کرنا آتے ہیں یا نہیں؟ اور صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں اور ان کی حیات کو خلاف خصوص لکھتے ہیں۔ مولوی صاحب ہی صاف کہیں کہ کیا حیات اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر مسلمان ہے یا کافر؟ اگر مسلمان ہے تو کس دلیل سے؟ اور اگر کافر ہے اور جینا کافر ہے تو مرزائیوں کی لاہوری جماعت کھروا ایلان کے درمیان کہیں سخی ہے؟ اور ان کی عیبر سے کیا جی بلیغ ہے؟ گی لپی کہنے کے بجائے

صاف اور دو ٹوک بات کریں نہ خود گناہوں میں رہیں اور نہ مسلمانوں کو
 مضبوط میں ڈالیں اور نہ لاہوری مرزائیوں کو مظلوم مسلمان کی وجہ سے طوطی
 کرنے کی کوشش کریں اور اختلاف اختلاف میں واضح کریں کیا مولوی محمد علی
 صاحب لاہوری اور ان کے اس مسلک میں ہم خیال لوگوں کے فکر کے لئے
 یہ بات کافی نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے عقول
 کے قائل نہیں بلکہ انسان کی حیات کے قائل ہیں یہ بتا دیں یہ الزام کا رہے
 ہیں کہ وہ خصوص صرفہ کار کرتے ہیں۔

(۳) قرآن کریم احادیث محمد اور افعال اہل بیت سے ثابت ہے کہ
 جس طرح جنت دائمی اور ابدی ہے اس طرح دوزخ بھی ابدی ہے اور دوزخ
 بھی کبھی فنا نہیں ہوگی "اور کافروں کو ابد قیام تک دوزخ میں رہنا ہو گا لیکن
 مولوی محمد علی لاہوری یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تمام باتیں (جس میں کوئی بھی حد
 کے لحاظ سے جہت نہیں ہے اور اس مقام میں ہمیں ان کے علاوہ ہونے سے
 بحث نہیں ہے) قیام رکھ کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آئے گا
 جس میں دوزخ فنا ہو جائے گی اور اس سے سب کافر اہل لئے جائیں گے۔
 چنانچہ وہ یہ سہلی قائم کرتے ہیں۔ جہنم کا آتے کی شدت (یہاں آخری
 جہنم ۳۷) اور اس کے بعد چند اقوال جہنم کے فنا ہونے کا نقل کر کے
 آخر میں فیصلہ یہ دیتے ہیں۔

مذکور بھی حق بھی ہے اس لئے کہ ان صریح اقوال کی یہ تفسیر کہ
 مسلمانوں میں بھی ہے اور کفار دوزخ میں ہی بھرے رہیں گے کسی طرح

بھی درست نہیں جنم کے دواؤں سے بڑا ہو چلتا اس میں کسی کا نہ مصائب کا ایک دن لکل آتا یہ صاف بتاتا ہے کہ جنم سے آخر کار سب نکل دیتے جائیں گے۔" (ج ۱ ص ۶۶۸) علامہ ازیں مولوی محمد علی صاحب دہلوی کا یہ لفظ نظر سے بھی ہے کہ "دنيا میں جو طرب ہوتا ہے وہ اصلاح اور طبع کے لئے ہے صرف سزا نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ نہ

اس لئے دنیا کا طرب بھی انسان کی اصلاح کے لئے اور بطور طبع ہی ہو سکتا ہے نہ صرف بطور سزا (ایضاً القرآن ج ۱ ص ۵۲۵) اس کو کہتے ہیں یک نہ شد وہ شد گویا کافروں اور مشرکوں کو دنیا میں جو طرب ہو گا وہ نکل سزا اور طرب کے طور پر نہیں بلکہ طبع و اصلاح کے طور پر ہو گا۔ اور وہ بھی ابدی اور دائمی طور پر نہیں بلکہ عرصہ تک ہو گا اور آخر میں اس سے وہ بھی نکل دیتے جائیں گے گویا "خلدین فیہا بیدا اور ذوقوا خلق نزدیکہ الا عذاب کا ان کے نزدیک کوئی سزا ہی نہیں۔" یہ سوال یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے بارے میں مسلمان کیا سمجھیں؟ اور جناب مولوی صاحب حق کے بارے میں کہیں تامل کر رہے ہیں؟ کیا اس کا یہ نتیجہ نہ ہو گا کہ عام مسلمان یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ جو نظریات دہلوی عبارت کا سربراہ بنیں کر رہا ہے وہ سب صحیح ہیں یا کم از کم ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کو کافر نہیں کہا جاسکتا؟ معلوم نہیں کہ جب قصور میں تھپے کا اشارہ اور ان کی توبہ بھی کفر نہیں تو آخر کفر کی کیا گام ہے؟ کیا کفر کے سرے میں بڑھے اور بھینس کی طرح لمبے لمبے بیگ ہوتے ہیں جس سے اس کی

شہادت کی جانکے؟

(۴) قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات کا ذکر ہے جن میں ایک عصا اور وہ سراپا بیضا ہے "اور قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی لاشعی کو دشمن پر بھیجئے تو وہ لاشعی تعلق کے حکم سے اڑو حابی جاتی اور پھر اس کو پکارتے تو وہ بدستور لاشعی ہو جاتی اور جب وہ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالتے تو بلان لاشعی وہ سفید اور چمکدار ہو جاتا اور یہی معنی آج تک مسلمان سمجھتے آئے ہیں لیکن مولوی محمد علی صاحب لاہوری یہ کے معنی اس مقام پر ہاتھ کے نہیں بلکہ دلیل اور جہت کے کرتے ہیں اور عصا کے معنی لاشعی کے نہیں بلکہ عداوت کے کرتے ہیں اور مطلب یہ لیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واضح دلیل دی گئی تھی اور ان کی عداوت دشمن پر غالب آگئی تھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ نہ

(الف) "اور بیضا کے معنی سفید یا روشن اور الید البیضاء کے معنی ہیں
الجهة المبرہنة (۱) یعنی روشن یا واضح دلیل" (بیان القرآن ج ۱ ص ۷۷)

(ب) "حضرت موسیٰ کے سونے (لاشعی) میں یہ خاصیت نہ تھی کہ جب دشمن پر لاشعی اڑو حابی جاتے نہ ہی سوائے ان دونوں سونوں کے اور کبھی دشمن کے ہاتھ میں اس کے اڑو حابی نہ کا ذکر ہے وہ ایک معمولی سونا تھا جیسے کہ خود حضرت موسیٰ کے لفظ ہیں کہ میں اس پر ٹھک لگاؤ

ہوں اور تکبروں کے لئے اس سے بچے بھلا تا ہوں اور کام بھی لے لیتا ہوں" (بیان القرآن ج ۱ ص ۷۵۴)

(ج) "ہی صبا کے اڑھا پٹے اور پیچھا کے ایک سنی بھی تھے یمن اول یہ اشلہ تھا کہ حضرت موسیٰ کے پیروں کی جماعت (کے نگر صبا کا لفظ جماعت ہے بھی بولا گیا ہے دیکھو ۸۸ بیان القرآن ج ۱ ص ۷۵۵) اپنے فریق مختلف ہے غالب آئے گی اور پیچھا میں اشلہ حضرت موسیٰ کی دلائل نبی کی طرف تھا جو دلوں کو کھا جائیگی پتا چپہ فرعونوں کا فرق ہوتا اور ساحلوں کا حضرت موسیٰ ہے ایمان دلائل دونوں سببوں کی اصل حقیقت ہے شلہ ہے۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۷۵۸) اگر صبا اور ید پیچھا سے یہی مراد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو روشن دلائل مرمت ہوئے تھے اور بلا قرین کی جماعت فریق مختلف ہے غالب آگئی تو اس طرح کے روشن دلائل اور غلبہ تو دوسرے حضرات انبیاء کرم شیم السلام کو بھی ملتا ہوئے تھے تو پھر اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کی کیا وجہ ہے کہ یہ دونوں سبب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مرمت ہوئے؟ اب جب موصوفی صاحب سے سوال ہے کہ قرآن کریم کی لکھی صریح توفیق کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ اور مسلمان اسے کیا سمجھیں؟

(د) قرآن کریم میں تصریح موجود ہے اور یہی سنی اور مراد آج تک ہم مسلمان حضری ہیں کہتے چلے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سببوں کے ذریعے اور بلا دلائل سببوں کو چھ کر دیتے اور

بھلہری دلوں کو تندرست کرنے اور سنی کی چیزیں جا کر ان میں پھونگے
 سے کچھ چیزیں بن کر لڑ جانے کے عجوبات سے فہم تھے اور ایک ایک
 جملہ کے ساتھ یا ذن اللہ کے الفاظ بھی موجود ہیں یعنی ان میں حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کا کوئی دخل نہ تھا یہ سب جگہ جگہ تفسیر کے علم سے ہوا مگر ہوا
 ضرور ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہاں سے
 ہستی یہاں مراد نہیں بلکہ روحانی یہاں مراد ہیں اور یہاں سے انسان
 مراد ہیں جو عالم روحانیت میں پرواز کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

(الف) حضرت مسیح کے کلام میں یہاں سے مراد روحانی یہاں ہیں۔
 حضرت مسیح کا معمولی یہاں کا علاج کفار کی نیت کے متعلق کوئی خاص
 امر نہیں بلکہ یہی نکلنے کے طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ (یہاں
 القرآن ج ۱ ص ۲۸)

(ب) ”میںوں کا اس دنیا میں دلوں کا بندے تشریح قرآنی منبر ہے۔“
 (یہاں القرآن ج ۱ ص ۲۸) اور پھر اس پر ”فیسک التي قضی علیہا الموت
 (آیت) سے استنباط کیا ہے۔ ان کا اس آیت کردہ سے بطور مجاز اور
 حقیقی طور کے طور پر بعض نبیوں کا زندہ ہونے پر استنباط صحیح ہے یا
 غلط؟ بحث اس سے نہیں ملتا صرف یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عباد موتی کے قرآنی مجاز کے منکر ہیں۔

(ج) ”جن لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ کچھ جگہ قبوں سے مومے نکل
 کر زندہ کر دیا کرتے تھے اور سنی کی عقلیں جا کر ان کو کچھ جگہ کے پڑے جا

دیتے تھے جن کے لئے بھی یہی سچی ہے کہ اگر ایسے کئے مجلات ہوتے
 ہوتے تو ہماری حضرت مسیحؑ کو سچا جاننے کے لئے ایک ماہ کے اترنے کے
 کہیں قلعہ ہوتے قبوں سے مہوں کا نقل آتا اور مٹی کی ٹکوں کا یہ تھا
 جہاں تو ماہ کے اترنے سے مت کئے مجلات ہیں جو لوگ یہ دیکھ چکے ہیں
 وہ ماہ کے قلعہ نہیں ہو سکتے ہیں کم از کم قرآن کے نزدیک مہوں کے
 ٹکٹے دنیو مجلات سے ظاہری سچی ہرگز مراد نہیں۔ "لیکن اگر ان ج
 (۳۵)

(۱) "میں رنگ استاد یہی طر سے مراد ایسے لوگ ہیں جو زمین اور زلی
 جہوں سے لوہے اللہ کر خدا کی طرف ہوا کر نکلیں اور یہ بات آسانی سے
 کہہ میں بھی آسکتی ہے کہ جس طرح نی کے شیخ (یعنی دھڑا دچہ مٹور)
 سے انسان اس قتل ہو جاتا ہے کہ وہ زلی غیبت کو ترک کر کے عالم
 روحانیت میں ہوا کرے" (۱۱) (۱۲) (۱۳) یہ ہے ٹیڈ سے مولوی محمد علی
 صاحب لاہوری کے نزدیک فی کون طیر باذن اللہ سچی کہ مولانا انسان
 کی کی تعلیم سے متاثر ہو کر مگر اور یہ تھا ہی جاتا ہے غلط سمجھنے کہ (۱۴)
 (۱۵) کس طرح قرآن کریم میں یہاں کہہ مجلات کا علیہ نگاہ کرنا کہہ کہ
 دیا گیا ہے مولوی صاحب سے سوال ہے کہ کیا ایسی کئی قریف کرنے دیا
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جن واضح مجلات کا مگر مسئلہ ہے؟ یا مگر
 وہاں کے وہاں سچی ہے؟

۲۲ کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے۔

جس شخص کا کفر روشن و واضح ہو اس کی اور واضح برہین سے حجت ہو چکا ہو اس کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہوتا ہے۔ (افکار الملوچین ص ۵۵) اور مرزا غلام احمد صاحب دہلوی کا کفر ایک خاص حقیقت ہے اور اس میں رتی بھر شک نہیں ہے۔ لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد صاحب کو نہ صرف یہ کہ مسلمان کہتے ہیں بلکہ اس کو ہمد بھی تسلیم کرتے ہیں اور ظاہر امر ہے کہ لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد صاحب کو کافر نہ ماننے کی وجہ سے بھی بکے کافر ہیں لیکن حیرت ہے کہ مسعودی صاحب لاہوری مرزائیوں کی تحقیر کے اس روشن پہلو سے بالکل پلٹوئی کر رہے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے کافر ہونے کے کئی اسباب اور وجوہ ہیں ہم نہایت اختصار سے یہاں بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابراہیم نبوت کا دعویٰ اور اپنے نبی ہونے کا اعلان اس وجہ کو خود مسعودی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں اس لئے اس کی مزید تکرار اور اس پر دلائل اور حوالے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) مرزا صاحب پہلے جس دور میں مسلمان تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے قائل تھے بعد کو جب اسلام کے دامن سے خارج ہو گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بھی منکر ہو گئے اور خود مثلی کجا بن بیٹھے اور نزول کجا کی حد میں کو اپنے لوہے چھپا کر لپکا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا اقرار اور اس کی تعمیل کفر ہے۔ حضرت مولانا

سید اور شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ

انہ قد توافروا نعقد اذبحاح علی نزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
فتاویل ہد او تحریف کفر ایضاً (الکاملین ص ۸)

”بیشک (۱) اس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے اور اس پر اجماع بھی مشفق ہو چکا
ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قاتل ہو گئے سو اس کی تکوین اور
قریب بھی کفر ہے۔“

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت نصوس تعیب سے ثابت ہے اور ظاہر
بات ہے کہ کسی نبی پر غیر نبی کو اقلیت حاصل نہیں ہو سکتی اگر کوئی مسلمان
اور ولی بھی ہو تب بھی اس کا رتبہ نبی سے ہر حال کم ہے۔ چنانچہ حافظ ابن
عزیر لکھتے ہیں کہ

فما نبی افضل من الولی و هو مقطوع بعقلاً و نقلاً و الصائر الی خلاص
کافرانہ امر معلوم من الشرع بالضرورة (فتح الباری ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مصر)

”نبی نبی الی سے افضل ہوتا ہے سنی اور نقلی دلیل سے اس کا قطعی ہونا
ثابت ہے اور ہر شخص اس کے خلاف ہے وہ کافر ہے اس لئے کہ نبی کا دل
سے افضل ہونا بات ”شریعت سے ثابت ہے (اس کا منکر کافر ہے۔“

اور مرزا غلام احمد صاحب تھوڑی بلحاظ کافر اور مرتد ہونے کے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام پر (بلکہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و السلام پر) بھی جنکی
تفصیل کا یہ موقع نہیں) اپنی اقلیت ثابت کرتے ہیں سو ان کے کافر ہونے

میں کیا شک ہے؟ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”نہ نے اس امت
میں کچھ سرور دیکھا جو اس پہلے کچھ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام
شکل میں امت سے زیادہ کرے“ اس نے اس دوسرے کچھ کا عیسائیت نامہ اور رکھا
(دافع الجہلہ ص ۳۳ بحوالہ افکار المحدثین ص ۷۳) اور مرزا صاحب ہی کا یہ
شعر بھی ہے کہ۔

ہن مہم کے ذکر کو چھوڑو!

اس سے بہتر نظام اور ہے

اور نیز کیا ہے کریم

یعنی کہا امت کا پندہا بنسیر! (سوال اللہ)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جو ان شے اور بد زبان ہونے کا الزام لگایا ہے
(سوال اللہ) چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

”یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا ایک شے منکر نے جس میں سراسر عیسائی
مدعا تھی۔۔۔ آپ کو کسی قدر بھٹ بھٹانے کی بدلت بھی تھی۔۔۔
آپ کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی انگریزیت تھی۔“

(معاذہ فیما انہم اتقم ص ۷) (سوال اللہ تم سوال اللہ)

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عجولانہ خصوصاً علیہ اور قاتر
سے ثابت ہیں۔ لیکن مرزا صاحب ان کا انکار کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں
کہ

”جیسا کہ میں نے امت سے آپ کے عجولانہ لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ

آپ سے کوئی بھڑ نہیں ہوا۔" (حاشیہ میں ضمیر انجام آتم)

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نہ باپ تھا نہ وارث اور نہ دلوایا۔ اور
 بتائیاں بھی پاکہ اس قسم۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام کا صرف باپ اور داری ہی ثابت نہیں کرتے بلکہ داریوں اور بتائیوں
 پر زنا کار ہونے کا سنگین الزام لگاتے ہیں (الہامیہ ہائے) چنانچہ وہ لکھتے ہیں
 کہ۔

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دلوایاں اور بتائیاں آپ
 کی زنا کار کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود نمودار ہوا
 ہوا۔" (حاشیہ ضمیر انجام آتم میں ۷) (سولہ اٹھ تم سولہ اٹھ)

قادر نہیں کرام! کہاں تک ہم مرزا صاحب کی ایسی حیا سوز ایمان
 سولت اور نری کافرانہ باتیں نقل کریں جن کے نقل کرتے وقت دل
 لرزتا ہاتھ کانپتے آنکھیں پر نم اور جگر شکن ہوتا ہے اور اس قسم کی بے
 شمار کلمے باتیں اور بھی مرزا صاحب کے ظالم قلم سے سرزد ہوئی ہیں کیا
 ایسے کلمے کلمات کا سرعجب شخص بھی کافر نہیں؟ اور لاہوری مرزائی تو اس
 کو کافر نہیں بلکہ پکا سوسنی دلی بلکہ مجدد مانتے ہیں اور مولوی صاحب
 لاہوری مرزائیوں کے کفر میں متامل ہیں بلکہ کفر و ایمان کے درمیان ان کو
 متعلیٰ مانتے ہیں بلکہ اپنے مشہور میں ایسی دھندہ رنگی ہے جس سے لاہوری
 مرزائی مسلمان قرار پاتے ہیں چنانچہ وہ اپنے جماعت اسلامی کے مشہور کی
 آئینی اصلاحات کی دھندہ لائی لکھتے ہیں۔

"(۱) ہر لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہیں اور اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گی تاکہ ان کو مسلمان تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کے مسلمان غیر مسلم اقلیت ہیں۔"

(مشہور جماعت اسلامی پاکستان ص ۸)

جماعت اسلامی کے مشہور کی اس عبارت سے مرزائیوں کی تلواری اور لاداری پادری دونوں ٹکڑے بچ جاتی ہیں اور غیر مسلم اقلیت نہیں قرار دی جاسکتیں حالانکہ ان کا ٹکڑہ دوز بدوش کی طرح واضح حقیقت ہے اور ہر مسلک اور ہر مکتب فکر کے علماء ان کی تحقیر، شتمن ہیں اور ان کے ٹکڑے میں ذرہ بحر شک نہیں ہے اور جو ان کے ملاح پر مطلع ہو کر ان کی تحقیر نہیں کرتا وہ خود کافر ہے۔

تلواری جماعت

مرزا غلام احمد صاحب تلواری آجملانی اور ان کی جماعت کے ذمہ دار حضرات کی واضح تحریرات اس پر موجود ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور جو شخص ان کی نبوت تسلیم نہیں کرتا اور ان کا ٹکڑہ کذاب بلکہ حورو ہے "ان کے نزدیک وہ کافر ہے" اور ان کی متعدد صریح عباراتیں اس پر موجود ہیں اور ان تمام صریح عبارات کی کوہلی کتاب یزد کے انکا لے حروف ہے۔ لیکن تحریک فتح نبوت کے دور میں جب مسلمانوں اور مرزائیوں کے اختلاف کی بانگدہر میں پھلنے لگی شروع ہوئی

تو مرزائیوں کے وکیل نے اپنے انگریز کی تمام واضح مہارت سے جھٹم پاشی کرتے ہوئے پختراہل کر عدالت میں جویان دیا وہ یہ ہے۔

(الف) عدالت نے سوال کیا تھا کہ جو مسلمان مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے کیا وہ مومن اور مسلم ہیں؟ جواب میں یہ کہتے ہیں۔

”کسی شخص کو حضرت بنی سید احمدیہ (مرزا غلام احمد صاحب کلہوڑی) کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جاسکتا۔“ (کلہوڑی مسئلہ لڑا ہوا اعلیٰ سہولتی میں تھا) صدر الجمن احمدیہ رواہ کے وکیل کے ہائیگورٹ کے اس بیان کے پیش نظر مرزا صاحب کو نبی نہ تسلیم کرنے والے بھی مسلمان ہیں اور جماعت اسلامی کے منشور کی مہارت یہ بتاتی ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ ان کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ غیر مسلم اقلیت ہے اور عدالت میں احمدیوں کے وکیل کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہتے فلاں کلہوڑی مرزائی مسلمان قرار پائے *وہم لا نعبد الا الله* اور نیز اس سے معلوم ہوا کہ وہ *وہم لا نعبد الا الله* کے دو سے کافر نہیں بلکہ مسلمانوں کو کافر کہیں تب کافر ہیں۔

لاہوری مرزائی

کلہوڑیوں کے وکیل کے عدالت میں اس بیان سے جماعت اسلامی کے منشور کی روشنی میں ان کا مسلمان ہونا تو واضح بات ہے لیکن اس سے واضح تر بات لاہوری مرزائیوں کے مسلمان ہونے کی ہے کیونکہ وہ مرزا صاحب کو نبی نہیں تسلیم کرتے بلکہ یہود مانتے ہیں اور جماعت اسلامی کے منشور کی یہ

عہدات میں کہ مسلمان قرار دیتی ہے۔ مسلمان احمد دہلوی بھی اس سے یہی کہتا ہے اور یہی کہے گا اور خود لاہوری مرزائیوں نے اس سے یہی کہا ہے اور مسعودی صاحب کا ایک گونہ شکریہ لیا گیا ہے اور میں کی اس سچے ہوئے فتویٰ پر تعریف کی ہے۔ چنانچہ لاہوری مرزائیوں کے ہفت دنہ اہلار نظام صلیح ۲۵ مارچ ۱۸۷۷ء، عزم ۳۴۰ ص ۳ کالم ۲ میں اکثریت و اقلیت کے سوال کا عنوان قائم کر کے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسعودی صاحب نے جن لوگوں کو اپنے مشور میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ذکر کیا ہے وہ اپنے عقائد کی وجہ سے اگر حضرت مرزا صاحب کو نئی اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اس کے مستحق قرار دینے کے لئے اور یہ امر سودب غرضی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور اس فتی میں شامل نہیں ہو سکتی۔ اس بارہ میں مسعودی صاحب کا رویہ کمال تعریف ہے۔ ”(انگوں مضبوط) یعنی چونکہ مرزائیوں کی لاہوری پادری نہ تو مرزا صاحب کو یہی تسلیم کرتی ہے اور نہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے اس لئے جماعت اسلامی لاہور اس کے سربراہ سید ابوالاعلیٰ مسعودی کے مشور کی مدد سے لاہوری مرزائی مسلمان ہیں اور اسی لئے انہوں نے اپنے اہلار میں مسعودی صاحب کے اس رویہ اور فتویٰ کی تعریف کی اور ان کو دلو حسین دی ہے۔ مگر جماعت اسلامی کے خطوط بتاتی ہیں کہ مسلمان غلام وہ کسی بھی کتب فکر سے وابستہ ہوں گویا مرزائیوں اور لاہوری مرزائیوں دونوں جماعتوں کو لکھا۔ اور چنانچہ کافر کہتے ہیں اور اس میں وہ حق بجانب ہیں کیونکہ دلائل صریح اور براہین قاطعہ سے ان کا کفر

ملیت ہے۔

حضرت دلاور علیہ السلام کی توہین (محلۃ اللہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر صاحب کتب و فہر اور علیہ السلام کی
 عارض حضرت دلاور علیہ السلام کو ان کی ایک اہمکنی لغزش پر ان کو تنبیہ
 فرمائی تھی "لغزش کیا تھی تحصیل کا یہ موقع نہیں بہت عارے نزدیک ہی
 بہت زیادہ گنج ہے جو محدث کا حکم (ج ۲ ص ۴۴۳) وقال الخا کہ والذہبی
 (مصحیح) میں حضرت ابن عباسؓ سے موقوفہ" موی ہے اور جو اصول حدیث
 کی رو سے "نکاح" مرفوع ہے جس کو حضرت مولانا سید نور ثلث صاحبؒ نے
 بھی پند فرمایا ہے اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب مقلیؒ نے بھی اپنی تفسیر
 قرآن میں اس کا ذکر فرمایا ہے جس کا ملکت فکر غلام یہ ہے کہ حضرت
 دلاور علیہ السلام نے اپنے گھر میں قل قل کے لئے دن اور رات میں مہلت
 کے لئے نوکات مقرر کر رکھے تھے کہ کوئی وقت بھی مہلت سے غفلت نہیں
 رہتا تھا اپنے اس حسن انتظام پر انہوں نے اپنے دل میں غرانی کی ایک لہر
 محسوس کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب کام میری قربت اور مہلتی سے ہے
 اگر میں اپنی لہروں والوں تو کہہ بھی نہیں ہو سکتا اور مجھے اپنے جہاں کی قسم
 میں جیسا کہوں گا پتا نہ ہو حضرت دلاور علیہ السلام اس سنا نقش میں جتا ہوئے
 اور مہلت میں یکسوئی نہ ہو سکی اور اپنی اس رائے کی غلطی پر انکو جو ہار تھا
 اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی (محلہ) لیکن جناب مولوی صاحب نے
 اس کا جو غلط سمجھا ہے "ان کے الفاظ میں یہ ہے۔"

”یہ وہ تفسیر ہے جو اس موقع پر لفظ قتلی نے توبہ قبول کرنے اور بلندی درجات کی بشارت دینے کے ساتھ حضرت دائود کو فرمائی اس سے یہ بات ظور بخور ظہور ہو جاتی ہے کہ جو فعل حق سے صادر ہوا تھا اس کے اور فوہش نفس کا (خس کی تخریج مسعودی صاحب نے یہ کی ہے کہ حضرت دائود علیہ السلام نے اور پاد (یا جو کچھ بھی اس شخص کا نام رہا ہو) سے شخص یہ فوہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور چونکہ یہ فوہش ایک عام آدمی کی طرف سے نہیں بلکہ ایک مجلیل اللہ و فرماندار اور ایک زبردست دینی عظمت رکھنے والی شخصیت کی طرف سے رعایا کے ایک فرد کے سامنے ظہور کی گئی تھی اس لئے وہ شخص کسی ظاہری جبر کے بغیر بھی اپنے تپ کو اسے قبول کرنے پر مجبور پا رہا تھا راجع تفسیم القرآن ج ۴ ص ۳۲۸) بلکہ دخل تھا اس کا ماحولہ اقدار کے ہمناہب استیلا سے بھی کوئی تعلق تھا اور کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرد کو زب نہ دیتا تھا (تفسیم القرآن ج ۴ ص ۳۲۷) مسعودی صاحب کی اس مہارت کا تجزیہ کرنے سے ذیل کے امور صراحت سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) اس فعل میں حضرت دائود علیہ السلام کی نفسی فوہش کا کچھ دخل تھا اور وہ یہ تھا کہ ایک سنگور عورت کو اس کے علاوہ سے طلاق دلوا کر اپنے عقد نکاح میں لانا چاہتے تھے اس واقعہ کو بعض اہل تفسیر نے اسرائیلی کہتی کہ کر رد کر دیا ہے مثلاً حنفی اہل کثیر و فہم اور بعض نے اس واقعہ کی

ابھی سے ابھی قہیر کرنے کی سعی کی ہے تاکہ نہ تو مضمون کے لحاظ سے معصوم رسول اور ظہیر کی ذات پر کوئی حرف آئے اور نہ الفاظ کے لحاظ سے ہر محل جن حضرت نے اس واقعہ کو بیان بھی کیا ہے تو انہوں نے ایسے بیانات اور گستاخانہ الفاظ سے پرہیز کیا ہے جیسا کہ مسودہ صائب نے ایک نئی معصوم کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں (العیاذ باللہ اور عافاً ان کو ولا تسبیح النہوی کے محل سے شبہ ہوا ہے کہ خواہ کچھ کوئی خواہش ان کے نفس میں مضمر اور پندل قہمی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر تنبیہ فرمائی اور منع کیا مگر اس سے یہ سمجھتا تھا ہے کہ معاذ اللہ ان میں پہلے نفسی خواہش موجود ہو تب اس سے منع کیا گیا ہو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ (آپ صائب)

اے نبی! اللہ سے ڈر اور کفار و منافقین کی اطاعت نہ کر۔ (ترجمہ از مسودہ صائب)

معاذ اللہ اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے تھے یا کافروں اور منافقوں کی اطاعت کیا کرتے تھے تب آپ کو اس سے منع کیا گیا ہے بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جیسے آپ پہلے تقویٰ پر کاربند تھے اور پہلے کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہیں کرتے تھے، آج بھی اسی پر قائم

رہیں۔

(۲) بقل سورہی صاحب حضرت داؤد علیہ السلام کے اس فعل کا جالند
اقتدار کے بڑھاپہ استہل سے بھی کوئی تعلق تھا (سورہ بقل) اس کا مطلب
یہ ہوا کہ نبی مصوم بھی ہاتھ میں اقتدار آنے کے بعد بڑھاپہ کا دوائی کر
گزرتے ہیں (العیدہ ہالند)

(۳) بقل سورہی صاحب وہ فعل بھی کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ
حکومت کرنے والے کوئی فرماندار کو نصب نہ دیتا تھا (العیدہ ہالند) اس کا سبب
معلوم یہ ہے کہ حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کوئی فرد کو وہ فعل نصب
نہ دیتا تھا مگر نبی مصوم حضرت داؤد علیہ السلام اس کو کر گزرے (العیدہ
ہالند) نبی مصوم کے بارے میں یہ کس قدر گستاخی ہے "لعلہ تعلق چاہے۔"

حضرت آدم علیہ السلام کی توہین (العیدہ ہالند)

حضرت آدم علیہ السلام سے شجرہ منورہ کے کھانے میں لغزش ہو گئی
تھی اور لغزش نہ تو صفیہ کلمہ ہے اور نہ کبیروہ "اللہ تعالیٰ نے خالق اور مالک
ہونے کی حیثیت سے "خلیفہ" اس کو بعض ادھودہ غلوں سے تعبیر فرمایا یعنی
توہم سے اپنے رب کے علم میں لغزش ہو گئی اور وہ چوک گئے لیکن
سورہی صاحب کا بڑی دل اور جیواک غم اس کو یوں تعبیر کرتا ہے کہ "ہیں
ایک فوری جذبے نے جو شیطانی قرہیں کے ذریعہ اثر انداز کیا تھا میں پر (حمل
خاری کر دیا اور ضبط نفس کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ حاجت کے مقام بلند
سے مصیبت کی پستی میں جا گرے" (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۲۲) حضرت

کرم علیہ السلام کے بارے میں مسودی صاحب کی یہ گستاخ و تحقیر ان کے
باطنی آئینہ کا عکس ہے۔ لفظ عقلی مخلوق دیکھو۔

مسودی صاحب کی یہود تواری اور ان سے مراد یہیت

علم اسلام اور کلی سیاست، تہو کہتے ہوئے مسودی صاحب کہتے
ہیں۔ اس لئے میں نے رپورٹ کے آخر میں یہ بات لکھی تھی کہ
تعلقات کا یہ یکطرفہ نزدیک لب نہیں چلی سکا ہم بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ
عربوں کی خاطر ہم ساری دنیا کے یہودیوں سے اپنے تعلقات کو کیوں خراب
کریں؟ یہودی دنیا کی تمام بڑی بڑی طاقتوں پر چلتے ہوئے ہیں وہ ہمیں
بھارت سے زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ " (پیشاپہ ۱ نومبر ۱۹۹۹ء ص ۳۰ کالم ۳)
عربوں سے بے اعتدالی اور یہود کی ہمنوائی کیلئے یہ تہو بالکل واضح ہے میں
واپس ہوں۔

کتاب حدیث و تفسیر ہے اچھی

مسودی صاحب ایک عظمیٰ لکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ عظم
اسلام کو بھی قدم نکالوں سے ہوں کا قول نہ لکھتے بلکہ ان میں سے حاشیہ
کی آمیزشوں کو الگ کر کے اسلام کے داخلی اصول اور حقیقی اعتقادات اور
غیر متنبہل قوانین کو لکھتے انکی اصلی مہرت دلوں میں اندر ہے اور انکا صحیح قدر
داخلوں میں پیدا کیجئے اس فرض کے لئے آپ کو بڑا پیانا صلب نہیں دے گئے گا
ہرچہ از سر نو یعنی ہوگی قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر

تیسرا صحت کے ہانے انہوں سے نہیں ہوں کو پہلنے والے ایسے
ہوتے ہیں جو قرآن اور سنت کے سطر کو پا چکے ہیں۔ یہ (احتمالاً
میں سے) طبعی خشم اسٹاک جلیکیشنز لاہور۔ حقوں عدلے حکم تعلیم کا
انہوں (حق) خود فریاد کہ مسعودی صاحب نے کتب صحت و تیسرے نہیں
ہے اسٹیڈی ظاہر کی ہے اور علامہ کرام کی دینی خدمات کو کس طرح غیر متہمل
قرائین کے مدحتی فکر کیا ہے۔

لیکن اگرچہ قطعی مسلم صحت و تیسرے کے ہانے انہوں سے کسی طرح
ہے اسٹیڈی نہیں کر سکتے اور حضرات محمد میں دقتیہ اور طبری کی ہون دینی
کا ختموں کو حقیقت کی فکر سے دیکھتے اور ہوں کو اپنے دین کی تشریح و تیسرے
کا بحریہ سہل قرار دیتے ہیں مگر صد السوس تو اس ہے کہ بے چارے
کے جہد ہوں انہوں کی مسالہ کو جس کی تمام دینی ہی دھنڈلے اٹھیں اور دین
حق کی خدمت میں گود بھی ہے خاک میں ملنے کے درپے ہیں۔

فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وہ لوگ تم نے ایک ہی شئی میں کھو دیے

پیدا کئے ملک نے جسے جو خاک چھان کے

اور اگرچہ قطعی اس ہے حق دور میں بھی جس میں سادہ سادہ معلوم
کیونکہ دور سوشلزم دینوں کے کفرانہ اور باطل حکم سند کی عالم غیر
موجود کی طرح غائبی ملاتے ہوئے ہر طرف سے ملک خدا دوا پاکستان
پہلے بل دے ہیں بلکہ بعض ہم ہر طرف بد قسمتی سے مسلط بھی ہیں ہم

قرآن و سنت کے بعد حضرات صاحب کرام کو سید حق تسلیم کر کے فقیر و
حدیث کے پرانے ذخیرہ پر انحصار کرتے ہیں اور سطح صالحین کے دامن سے
دلیست ہیں جس سے اس جہان میں حق ہے وہ چھو کو۔

» نوری گل کی قیاحیں کہ لہ کے مہرے اکڑ گئے
» بھی جیوں تار ہے کہ جہاں دھری تھی دھری دھری

مولوی صاحب کے قائم کردہ اصول
کے تحت ان سے چند سوالات

جناب سید ابوالحسن صاحب مولوی نے برائے نام ایک اسلامی
جماعت کے چند ارکان کو گتہ کبیرہ پر تنقید کے سلسلے میں ایک سوال کے
جواب سے پہلے ٹھیکت کرتے ہوئے ایک ضابطہ بیان کیا ہے مندرجہ مضمون
ہوتا ہے کہ ہم اس کو غلط فہم کر دیں۔ چنانچہ یہ لکھتے ہیں۔

» تحقیق کرنے سے پتہ چلے گا کہ مضمون ہوا ہے کہ آپ کی جماعت میں کوئی
فصل عیا نہیں ہے جو دین کا صحیح علم اور سنت و کتاب اور اس کا ثبوت خود
ان مسائل کی توضیح سے بھی ملے گا جن کے حلقہ آپ نے سوال کیا ہے یہ
مسائل خود بھی یہی ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کو پورا کرنے والا ان کتاب و
سنت رسول اللہ میں نظر نہیں رکھتا اب اگر میں یہ کہوں تو اس پر برا نہ ملے
بلکہ اسے اس حق ٹھیکت کی توثیق سمجھا جائے جو ایک مسلمان کے

لئے دوسرے مسلمان پر واجب ہے کہ علم کے بغیر دین کے مسائل میں
 رائی قائم نہ کرے اور ان کو دین قرار دے کہ انفرادی یا اجتماعی زندگی کے لئے
 اصول مان لیتا خود سب سے بڑا فتنہ اور کلم کہتر سے بڑھ کر کبیرہ ہے اس
 لئے کہ ہم اگر مسلمان ہو سکتے ہیں تو اس دین پر ایمان لا کر اور اس کی قوری
 کر کے ہی ہو سکتے ہیں جو خدا کی کتب اور رسول کی سنت میں نہیں کیا گیا
 ہے اور اس ایمان اور اہلچ کا مختصیہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی اصول اٹھ کریں
 اور اپنے عقائد و اصول کے لئے جن چیزوں کو بنیاد قرار دیں وہ سب کتب
 اٹھ اور سنت رسول سے مانو ہوں لیکن جو شخص یا گروہ قرآن اور سنت
 میں ہیئت اور متحد نہ رکھتا ہو اور اپنے رجحانات کی بنا پر کچھ رائی قائم
 کر کے ان کو دین قرار دے بیٹھے وہ حقیقت میں دین کا جوہر تو نہیں ہے اپنی
 آراء اور رجحانات کا جوہر ہے اس گمراہی کے مقابلے میں دوسرے کہتر کی کیا
 حقیقت ہے؟ اس سلسلہ میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دین پر
 ایمان لانے کے لئے جو اہل علم کفر ہے اور دین کے سولے سولے اصول
 جاننے کے لئے قرآن کی عام فہم تعلیمات اور حدیث پر جو سرسری نظر کفر
 ہے اسے مسائل دینی میں رائے قائم کرنے اور دینی طریقوں پر لوگوں کی
 رہنمائی کرنے کے لئے کفر سمجھ لینا غلطی ہے اور اس غلطی کا نتیجہ وہ بڑی
 خطرناک غلطی ہے جس کی طرف میں نے پہلے اشارہ کیا ہے۔ (ضمیمات حصہ
 دوم ص ۱۸۸ و ص ۱۸۹ پار چہارم)

اس عبارت میں جناب مولوی صاحب نے بہت سی کام کی باتیں کہ

دانی ہیں اور کسی کو ان سے اختلاف ہو تو وہ لیکن سوودی صاحب کو جیتا
 ان زہری اصول اور قواعد سے اختلاف نہیں ہو سکا اس لئے کہ یہ اصول
 اور قواعد خود ان کے اپنے تئیں کہہ اور قرار کیا ہیں اور خود اپنی ہی
 عقل دانے اور غیر خواہد قائم کہ ضبط سے ان کو کچھ مگر اختلاف ہو سکا
 ہے؟ اس مہارت میں جو باتیں جناب سوودی صاحب نے بیان کی ہیں ان
 کا اگر پورے طور پر تجزیہ کیا جائے تو بے ضرورت طوالت کا خوف ہے اس
 لئے ہم تمام باتوں کا تجزیہ نہیں کرتے بلکہ صرف بعض ہی نکات کہتے
 ہیں۔

(۱) ایک مسلمان اگر کسی غلطی کا ارتکاب کر دے تو وہ سرے مسلمان ہے
 واجب ہے کہ وہ اسے غلطی ہے اتنا کہے اور حق نصیحت لوارکے اور غلطی
 کرنے والے کو بھی یہ برا نہیں مانتا ہے۔

(۲) علم کے بغیر دین کے مسائل میں رائے قائم کرنا اور ان کو دینی قرار
 دے کر انفرادی یا اجتماعی زندگی کے اصول بنالینا خود سب سے بڑا فسق اور
 گمراہی سے (جن میں نقل نفس "دعا شراب نوشی۔ قذف" اکل مہل جہنم
 چاند اور جہنم میں سید ان جنگ سے بھاگ جانا وغیرہ سرگرمی ہیں) بڑا کر
 کبریا ہے۔

(۳) جو اصول اخذ ہوں۔ اور جن چیزوں کو اپنے عقائد و اصول کے لئے بنیاد
 قرار دیا جائے وہ سب کتب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ماخوذ ہوں یا خلافت دیگر نہ تو تکیہ ہو اور نہ قرآن و سنت سے بے ہدایتی ہو۔

(۳) جو شخص یا گنہ قرآن و سنت میں مصیبت و سختی نہ دیکھا ہو اور اپنے رجحانات کی بنا پر دائیں قائم کر کے ان کو دینی قرار دے نہ دیں کا جو نہیں بلکہ اپنی آراء اور رجحانات کا جو ہے اور یہ گنہ ہے اور اس گنہ کے مقابلہ میں دنیا نقل نفس اور شراب نوشی وغیرہ سب سے کہتر کی کیا حقیقت ہے؟

(۵) ایمان لانے کے لئے قرآن مجمل علم اور دین کے سونے سونے اصول جاننے کے لئے قرآن کریم کی عام فہم تعلیم اور صحت پر سرسری نگاہ لگنی ہے۔
(۶) لیکن ایسی عام فہم تعلیم اور سرسری نگاہ دیکھنے والے کو دینی مسائل میں دانے قائم کرنے اور دینی طریق پر لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لئے لگنی کہنا غلطی ہے۔

(۷) اور یہ غلطی بھی سمجھنی غلطی نہیں بلکہ بڑی خطرناک غلطی ہے جس کی طرف اور اشارہ کیا ہے کہ یہ سب سے بڑا فسق اور تمام کہتر سے بڑھ کر گنہوار ہے۔

ہم نے جناب مسعودی صاحب کی عبارت میں جن امور کا تجزیہ کیا ہے ان میں کوئی ایسا امر نہیں جو ان کی اپنی عبارت میں صاف طور پر موجود نہ ہو اور نہ ہو اور ہم نے اس سے بڑھ کر تجزیہ کیا ہے۔ اب جناب مسعودی صاحب سے ان کی اس عبارت میں پیش کردہ ان امور کو مد نظر رکھ کر طبعی اور تحقیقی طور پر ان سے ادارے چند سوالات اور سوالیات ہیں جن کا جواب خود مسعودی صاحب سے مطلوب ہے۔

اول جناب مسعودی صاحب ضیغ فی القرآن کا معنی قائم کر کے چند

سوائے کاغذ لب دیتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ۔

(۱) قرآن میں حج دراصل تدریجاً فی احکام کی بنیاد ہے۔ حج لہدی نہیں ہے۔ "تھو احکام منوط ایسے ہیں کہ اگر معاشرے میں کبھی ہم کو یارین حالت سے سبقت چلی آجائے جن میں وہ احکام دیتے گئے تھے تو انہی احکام پر عمل ہوگا۔ منوط صرف اس صورت میں ہوتے ہیں جبکہ معاشرہ ان حالت سے گزر جائے اور بعد والے احکام کو بغیر کرنے کے حالات پیدا ہو جائیں۔"

(دس سالکی حد ۱۱ م ص ۷۷۷ پر چلوں)

لب سوال یہ ہے کہ جو احکام قرآن کریم میں منوط ہیں جن کی حج قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ پہلی صواب لپٹے کا نام کہ اصل اور ضبط کے تحت یہ تائیدی کہ کتب لفظ کی کن آیت سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام منوط کی حج لہدی نہیں ہے اگر قرآن کریم کی کسی آیت سے اس کا ثبوت نہیں تو پھر یہ تائیدی کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کوئی اصل اللہ مرفوع اور مرثعہ حدیث ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم میں منوط احکام کی حج لہدی نہیں ہے۔ اور اگر ان دونوں سے بھی ثابت نہیں تو پھر یہ تائیدی کہ قرآن و سنت سے باخذاً کہنے اصل ہیں جن اصل سے یہ ثابت ہے کہ قرآن کریم کے احکام کی حج لہدی نہیں ہے؟ اور یہ بات بھی باطل عین ہے کہ قرآن و حدیث سے جو اصل باخذاً ہو گئے وہ بلا اختلاف سب اثر دینی اور سلف صالحین کو معلوم

ہوں گے اور اگر سب کو معلوم نہ ہوں تو بھی اس سے اقل کیا ہو سکتا ہے کہ آخر دین کی انکلیت اور معتد بہ جہد تو ضرور ان سے نکلتا ہوگا کہ قرآن و حدیث کے یہ یہ اصول ہیں کیونکہ بات اصول کی ہو رہی ہے۔ فردوس اور جزئیات کی نہیں ہو رہی اور یہ تو بالکل ناممکن ہے کہ تیرہ سو سنیوں سے ان اصول کو تو کوئی نہ جانتا ہو اور چند عیسوی صدی میں وہ اصول کسی بزرگ پر مختلف ہو گئے ہوں کہ یہ یہ اصول ہیں اور قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں اگر باغرض مسعودی صاحب یہ بتا بھی دیں کہ ان لوگوں نے یہ کہا ہے کہ قرآن کریم کے منسوخ احکام کی صحیح لہدی نہیں تو ان کی یہ بات قطعاً مہود ہوگی اس لئے کہ ان لوگوں نے تو خدا تعالیٰ کی کتاب ہے اور نہ سنت رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نہ کتاب و سنت سے ماخوذ اصول۔ اس لئے اگر کسی کوئی شک و حشوک اور مہود قول کسی کا نقل بھی کر دیا جائے تو بھی اسے بڑے دہشتی دعویٰ پر اس کیا حیثیت ہے؟ مسعودی صاحب کو اپنے قائم کردہ اصول کے تحت خدا تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان سے ماخوذ اصول سے ہی یہ جہت کہا ہے کہ قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہوئے ہیں ان کی صحیح لہدی نہیں ہے اور اگر قرآن و حدیث اور ان سے ماخوذ اصول سے وہ یہ جہت نہ کر سکیں تو بالکل اس باطل اور غیر اسلامی نظریے میں ڈاکہ قرآن کریم میں جو احکام منسوخ ہیں ان کی صحیح لہدی نہیں ہے) مسعودی صاحب کی اپنی رائے اور رجحان طبع کار فرما ہوگا اور مسعودی صاحب کے طور قائم کردہ قصہ کے رد سے وہ اس

میں دین کے جو نہیں بلکہ اپنی رائے اور رجحان کے جو ہیں اور ان کے اپنے بیان کے مطابق یہ سنگیں گنہ گار (اور) قتل جہنم اور شراب نوشی وغیرہ) سے بھی بڑھ کر برا ہے۔ اور سب سے بدافسوس ہے اب یا تو ہنس مہرادی صاحب قرآن و حدیث اور اس سے بالخصوص اصول سے یہ ثابت کریں کہ قرآن کریم میں منسوخ احکام کی صحیح ہدایت نہیں ہے اور یا اپنے ہی قائم کردہ فقہاء کے مطابق روایت اور انصاف کے ساتھ کچلے لفظوں میں اقرار

کر لیں کہ وہ اپنی رائے اور رجحان کے جو ہیں اور جو ان کے ذہن میں آتا ہے کہ گزشتہ ہیں اور دین کے جو نہیں (اور ظاہر امر ہے کہ دین و اسلام ایک ہی چیز ہے ان الدین عند اللہ الاسلام تو بس وہ دین کے جو نہ ہوتے تو اپنی جماعت کا نام جماعت اسلامی کہیں تہجد کیا ہے؟) اور وہ سب سے بڑے فسق اور سب سے بڑے گنہ گار مرعوب ہیں۔

من نہ کہیم کہ میں کن کن کن!
صلوات میں د کار آملن کن!

(۲) قرآن کریم میں من ہیوں کا ذکر تحصیل سے ہے جن سے کسی مسلمان کو نفل کی اجازت نہیں جن میں ایک یہ بھی ہے
وإن تجمعوا بین الاختین (ترجمہ) "مگر یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو نفل میں جمع کرو۔"

یہ حکم اپنے اطلاق اور عموم کی وجہ سے من دو بہنوں کو بھی شامل ہے جن کا رجم الگ الگ اور مستقل ہو جیسے "مگر" ہوتا ہے اور من کو بھی شامل ہے

جو قسم جڑوں اور حشر و لہم ہوں جیسا کہ بطل پرہ میں لکھی گیا اور دھڑ
 ٹائی کیا تھا اور علم و حکم نے اس قرآنی علم کو اپنی جڑوں میں کے لئے
 بھی عام سمجھا ہے لیکن سودی صاحب اس بار صورت کے بارے میں
 لکھتے ہیں کہ:

”مطالعہ عام کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں لڑکیاں قسم
 نہیں ہیں اور قرآن کا یہ علم صرف اور صرف ہے کہ وہ دونوں بچوں کو یک
 وقت نکل میں جمع کرنا حرام ہے، لیکن اس پر وہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کیا
 یہ علم نہیں ہے کہ میں وہ لڑکیاں کو دائم طور پر تجویز بخود کیا جائے اور یہ
 عیث کے لئے نکل سے غورم رہیں؟ اور کیا قرآن کا یہ علم واقعی اس
 قسم میں اور بار صورت حل کے لئے ہے جس میں یہ دونوں لڑکیاں پیدا ہوتی
 طور پر بچا ہیں؟ میرا خیال یہ ہے کہ اٹھ فیصدی کا یہ قرآن اس قسم میں
 حالت کے لئے نہیں ہے بلکہ اس عام حالت کے لئے ہے جس میں وہ بچوں
 کے الگ الگ وجود ہوتے ہیں اور وہ ایک شخص کے جمع کرنے سے ہی یک
 وقت ایک نکل میں جمع ہو سکتی ہیں۔“ (۱) (ترجمہ انگریزی نومبر
 ص ۳۶)

سوال یہ ہے کہ کیا سودی صاحب کا یہ ذاتی خیال جو غیر معلوم اور
 غیر مستند کا خیال ہے قرآن و سنت ہے؟ یا ان سے باخبر اصول ہے اگر ان کا
 یہ خیال قرآن و سنت نہیں اور حقیقت نہیں تو وہ اپنے قائم کردہ اصول و
 غور و فکر کے تحت یہ رائے قائم کر کے جس سے جسے گٹھ کے مرتکب ہوئے

ہیں کہ اس کے مقابلہ میں وہ سرے کھڑکی کیا حقیقت ہے؟ اور وہ دین کے
 وہ نہیں بلکہ اپنی گروہ اور رجحانات کے وہ ہیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو
 اس سے محفوظ رکھے۔

(۳) قرآن وحدیث میں صراحت سے یہ مذکور ہے کہ اہل جنت کو
 عوریں مرحمت ہوں گی جن کے ہارے میں حضرت ابولہٰدؓ اور حضرت انسؓ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عوروں کا ہار حضرت
 ہے اور حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عوروں کو علی
 سے نہیں بلکہ کنھوریؓ کا ہار اور حضرت انسؓ سے پیدا کیا ہے اور حضرت کعب
 امہارؓ فرماتے ہیں کہ عوریں دنیا کی عورتیں نہیں ہیں (مسند ابن السنی ج
 ۲ ص ۲۳) اور اگر باطنی عوریں دنیا کی عورتیں ہوں تب بھی مومنوں
 کی عورتیں ہوں گی نہ کہ کافروں کی۔ لیکن مسودہ صاحب لکھتے ہیں۔

”مجید نہیں ہے کہ یہ وہ لڑکیاں ہوں جو دنیا میں ہی رشک کو پہنچنے سے
 پہلے مرگئی ہوں اور جن کے دھیریں جنت میں جانے کے مستحق نہ ہوں
 ہوں یہ بات اس قیاس کی بناءً کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح ایسے لڑکے اہل
 جنت کی خدمت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں اور وہ پیشہ لڑکے ہی رہیں
 گئے اسی طرح ایسی لڑکیاں بھی اہل جنت کے لئے عوریں بنادی جائیں گی
 اور وہ پیشہ لڑکیاں ہی رہیں گی واللہ اعلم بالصواب (تفسیر تعلیم
 القرآن جلد چہارم ص ۲۸ حاشیہ ۳۹) سوال یہ ہے کہ قرآن وحدیث اور ابن
 سے باخرا اصول کی وہ کوئی واضح دلیل ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے

کہ عورتوں کی تبلیغ فرمیں ہوں گی؟ اور قرآن و سنت اور ابن سے
 ماخوذ اصول کا اس پر کوئی حوالہ موجود ہے کہ ابن تبلیغ فرمیں کہ تبلیغ کر کے
 اور کل اخلع جا کر جنتیں کے لئے عورتیں ملایا جائیگا اور اگر اس پر قرآن
 و سنت اور ابن سے ماخوذ اصول کا ثبوت نہیں اور یقیناً نہیں تو مسعودی
 صاحب اپنے رجحانات اور آراء کے بارے میں نہیں کے بارے میں ہیں اور یہ
 خود ابن کے اقراء سے چٹا گٹھ ہے۔ دوسرے کہاں اس کے مقابلہ میں کیا
 حقیقت رکھتے ہیں؟ مسعودی صاحب سے باب عورتوں کے بارے میں سوال ہوا
 تو اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں۔ ”جواب میں یقیناً سے نہیں کہہ سکتا
 اللہ میرا قیاس ہے کہ جنت میں جو عورتیں ہوں گی وہ بھی نکاح کی فرمائیں
 ہوں گی۔“ ”باب مسعودی صاحب سے سوال ہوا کہ آپ کے اس
 خیال کی تائید میں کوئی عقلی مددایت نہیں ہے اس کے مقابلہ ایک دوسری
 رائے یہ کہ عورتوں ایک جتنی عقلی ہوگی۔ تو اس کے جواب میں
 مسعودی صاحب فرماتے ہیں۔“

”جواب“ ”میری رائے بھی ایک قیاس پر مبنی ہے اور یہ دوسری رائے بھی
 ایک قیاس ہی ہے۔ دوسرے قیاس کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ انسان
 انسان سے مانوس ہوتا ہے وہ غیر انسان میں فطری کشش محسوس نہیں کرتا۔“
 اچ (پیشیا ۱۱ اور ۱۲ ص ۱۳۸، ص ۸)

۱۔ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مسعودی صاحب کے پاس قرآن
 و سنت اور ابن سے ماخوذ اصول سے کوئی دلیل موجود نہیں ہے ہاں صرف

حق کی اپنی ذاتی رائے اور قیاس ہے تو ان کے بیان کو مشاہد کے تحت اس کے منکھ ہونے میں کیا شک ہے؟ مولوی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے کیونکہ دوسری طرف جملہ اہل اسلام کی رائے ہے جس کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے اور اجماع امت شرعی دلائل میں سے ایک مستقل دلیل ہے علماء اہل اس رائے کی بنیاد صرف قیاس پر نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں پر ہے جو روح المعانی کے حوالہ سے حضرت ابوالفضلؓ اور حضرت انسؓ سے لوہے جیسی ہو چکی ہیں۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ دوسری رائے بھی ایک قیاس ہی ہے بالکل غلط ہے جس چیز کی بنیاد حدیث پر وہ ایک قیاس ہی کیونکر ہو سکتی ہے؟ فرض کر لیتے کہ یہ حدیثیں ضعیف و کذاب بھی ہوں تب بھی جلیل القدر ائمہ کرام کی تصریح موجود ہے کہ ضعیف حدیث بھی رائے پر مقدم ہے جب ائمہ کی رائے مقدم ہے تو غیر مستند رائے پر بطریق کوئی مقدم ہوگی اور پھر ان روایات کی بناء پر اس رائے پر امت کا اجماع ہے تو پوری امت کے اجماع کے مقابلہ میں تمام مولوی صاحب کی ذاتی رائے اور قیاس کی کیا وقعت ہے؟ انہی سے بنیاد رائے کے بارے میں یہ کہنا ہے جانتے ہو گا کہ۔

اٹھا کر پیچک "باہر کی میرا

نی تمہیں کے اٹا ہے ہیں تھکے

ہر معاملہ میں اپنی ہی رائے پر باز کرنا شرعاً مذہبم ہے

بلشبہ ہر صاحب الرائے اور صاحب الرائے کو غیر مخصوص اور غیر
ایجابی مسائل میں اپنی رائے پر عمل کرنے کا حق ہے لیکن ملک صالحین کا
دامن پھوڑ کر اور خود رائے بن کر پانچواں سوار بننا بھی کسی طرح مقصود
نہیں ہے

حضرت ابو ثعلبہ الخنی بنی ہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
روایت کرتے ہیں جس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ ہی انصاف
بالعرفۃ ولا یخافون عن الشکر حتی انما لیس شیخاً مطاعاً وھو یستبغی
وہ بنیامونثرتہ وایجاب علی ذی رائی برایہ فضیلت ودرجہ معلوم
(الحدیث) (مسواری المصلحین ص ۵۵) "بلکہ تم امر بالمعروف اور نہی
من المنکر کو یہی تک کہ جب تم دیکھو کہ بھلی کی اطاعت کی جاتی ہے اور
نواہی کی بھی کی جاتی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر رائے والا
اپنی رائے پر سمجھتا ہے تو ایسے موقع پر تم اپنی جان کی فکر کرو اور عام
لوگوں کا معاملہ پھوڑ دو"

عام علم کرام تو فضیلت فضلت کا سنی ہی کرتے ہیں کہ ایسے موقع پر جب
کہ حالات ایسے ہوں کہ مرسلہ پہ پہنچ جائیں تم اپنی جان کی فکر کرو اور عام
ان کے حال پر پھوڑ دو لیکن جہاں اللہ حضرت مولانا احمد علی صاحب
دہلویؒ جن کی ساری زندگی ظالم برطانیہ کے خلاف جہاد میں گزاری ہے وہ
اس کا سنی یہ کرتے تھے فضیلت فضلت یعنی ایسے موقع پر تم اپنی جان پر
کھیل جتو اور لوگوں کا خیال نہ کرو کہ وہ کیا کرتے ہیں ہر حال اس حدیث

میں وہی عصبیت اور عصبانیت کی ذی دماغی ہیجی وہ نعلتوں کا موسم ہوا
 بھی واضح ہے جس کا مضمون یہ تھا ہے کہ ہر مسئلہ میں کوئی اپنی طواغیت اور
 اپنی پند اور رائے پر ہی اکتانہ کرے بلکہ وہ سب لوگوں کی عقل اور
 کج رائے کو اور علی الخصوص سلف صالحین کی درست اور صاحب رائے کو
 نظر انداز نہ کرے اور نہ کوئی عقلی ہم خود بھی اور دوسرے اکثر بھی اسی پر
 کاربند ہیں "عقل عقلی میں سلف صالحین کا دامن تھامنے کی تلقین بخشنے آئیں
 برعکس اس کے دیگر باطل فرقوں اور فن کے سربراہوں کی طرح سودھی
 صاحب کو اپنی ناروا اور غیر صاحب رائے پر مڑے اور اس کو کسی لیت
 ترک کرنے پر تکی نہیں ہیں اور بھی وجہ ہے کہ ان کے پرانے دھکم میں
 حضرت مولانا امین صاحب اصلاحی اور حضرت مولانا عبدالغفار حسن
 صاحب دینیہ حضرات سلفا سلی تک جماعت اصلاحی سے وابستہ رہنے کے
 بعد اس سے الگ ہو گئے اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور
 حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب عابدی قنوجا عور ساتھ ساتھ کہ الگ
 ہو گئے کیونکہ سودھی صاحب اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے اور اب
 بھی کچھ وہ ہیں چنانچہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں نے دین کو مل یا ماضی
 کے احوال سے سمجھنے کے بجائے پیش قرآن اور سنت ہی سے سمجھنے کی
 کوشش کی ہے اور بھی قریب سے قدم قدم پر غور کر کھینچی ہے "مفسر اس
 لئے میں بھی یہ مسلم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن
 سے کیا ملتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرنا کہ اہل اور اہل بزرگ کیا
 کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرنا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور

رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا کیا۔ (مذکورہ جماعت اسلامی صدر سوم
 ص ۷۳) پس اسی اجواب کل ذی دافع ہو ایمہ کے ہذا نظریہ نے مسعودی
 صاحب کا بیڑہ فرق کیا ہے اور مولانا امین احسن صاحب اسلامی نے جماعت
 سے الگ ہونے کے بعد جو طویل بیان اختلافات میں دیا اس میں یہ جملے بھی
 نقلیت ہی معنی خیز ہیں۔ ”اگر امیر جماعت مولانا مسعودی اپنے غیر جمہوری
 اور حق و انصاف کے معنی میں، میر رہے اور حق کی زیر قیادت جماعت کا
 طریق کار یہی رہا تو اجماعت دینی کے سلسلہ میں حق اعلیٰ مقاصد کی تکمیل
 نہیں ہو سکے گی جن کے لیے جماعت سولہ سال قبل معرض وجود میں آئی
 تھی۔ آپ نے کہا کہ ایسی صورت میں اسے جماعت اسلامی کہنا مناسب نہ
 ہو گا بلکہ اسے کہہ اور ہی کہنا چاہیے نیز فرمایا کہ میں نے سولہ سال کے بعد
 ایک کم کر دیا، رہا تھا کہ اساتذہ جمہور اسے ”اعادہ (تجدید) لوانے وقت ۱۹۸۸ء
 (۱۴۰۸ھ) اس لئے ہم بھی اپنے اندر کی بیرونی میں مسعودی صاحب کو گمراہ
 سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام گمراہوں سے بچائے اور محفوظ رکھے
 آمین ثم آمین وصلى الله تعالى على محمد وآله وصحبه وسلم
 واصحابه وازواجه وجميع متبعيه الى يوم الدين

احقر البوا الزاہد محمد سرفراز خان صفدر
 خطیب جامع مسجد ٹکھڑو دیکس بدیر نصرہ اسلام گرجہ انوار
 ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۴۱۱ھ

مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

[illegible]